فارسی شاعری میں برصغیر کی خواتین کا حصہ

ڈاکٹر رشیدہ حسن

Abstract

The Indo-Pak sub-continen,t after Iran, has been a great centre of Persian language.There emerged many literary figures both in prose and poetry who received applause from its native speakers---the Iranians. Not only men but also women of the sub-continent showed great interset in it and proved their excellence. Given the easten tradition of women using the veil and mostly confined in the four walls of the house, they could not avail themselves of the full opportunity of testing their litarary mettle. However, they somehow managed to express their abilities by composing verses in Persian and their poetry is of no less merit than that of Iranian women poets like Parween Aitisami, Semen Behbahani, Faroogh Farrukhzad etc.

فارسی شاعری میں اگر رودکی، منوچہری، حافظ، سعدی، خیام، فردوسی، رومی، مسعود سعد، کلیم کاشانی اور صائب تبریزی آثارِ جاوداں کے حامل رہے ہیں تو خواتین میں بھی پروین اعتصامی، رابعہ قزداری، سیمین بہبہانی، فروغ فرخزاد کسی بھی مردِ سخن سرا (شاعر) سے کم مرتبہ نہ تھیں۔ انہیں فارسی شعر و ادب میں وہی قدر و منزلت حاصل رہی جو ان کے مرد ہم عصر شعرا کا نصیبہ تھی۔

☆ استاد شعبہ فارسی، نمل یونیورسٹی، اسلام آباد

فارسی شاعری کے حوالے سے جہاں ایرانی خواتین نے شعر و ادب کے میدان میں مردوں کے شانہ بشانہ دادِ سخن دی اور خوبصورت تخلیقات یادگار چھوڑی ہیں۔ وہاں برصغیر میں بھی فارسی کو شاعرات صاحب کمال وفن پیدا ہوئیں جنہوں نے اپنے حقیقی وجود کو حیا وحجاب اور انا کے پردوں میں مستور رکھتے ہوئے بیدادِ زمانہ اور اپنی نارسائیوں کو زبان بخشی اور فارسی شعر و ادب میں وہ شاہکار تخلیق کئے کہ اہل عالم اور اربابِ شعر و ادب کی نگاہیں خیرہ ہوئیں۔

برصغیر کی چند سربرآوردہ خواتین شاعرات کا جائزہ پیشِ خدمت ہے جنہوں نے اُن نامساعد حالات میں جب خواتین کا گھر سے باہر قدم رکھنا ننگ و عار سمجھا جاتا تھا ان حالات میں خواتین کا غزل سرائی پر آمادہ ہونا اور صاحب دیوان قرار پانا' کاری داشت۔

ان مشاہیر زنان میں درج ذیل خواتین سرفہرست ہیں جنہوں نے بہترین شاہکار تخلیق کئے۔

بہو بیگم: برصغیر کی قادر الکلام شاعرہ جو فارسی زبان میں شعر کہتی تھیں شجاع الدولہ کی شریک حیات اور اَوَدھ کے پانچویں نواب محمد یحییٰ آصف الدولہ (۱۱۸۸-۲۱۲) کی والدہ تھیں۔ اہل علم و فضل کی حامی تھیں، ذہین اور صاحب فراست تھیں۔

بزرگی: گیارھویں صدی ہجری کی ایک اور فارسی گو شاعرہ' آپ کشمیری النسل تھیں۔ شاہجہان کی ہم عصر تھیں۔ جہانگیر کے عہد میں رقاصی اور مطربی کا پیشہ ترک کر کے گوشہ نشینی اختیار کی۔ نمونے کے طور پر شعر ملاحظہ فرمایئے:

مو به مو ناله ام گویا که استاد ازل رشتهء جانم به جای تار در طنبور بست

ایک اور شعر ملاحظہ ہو:

روزی که نهادیم درین دیر قدم را گفتیم صلا است عرب را و عجم را (۱)

بیگم دہلوی: یہ برصغیر کی فارسی زبان کی شاعرہ تھیں۔ دہلی میں شاہجہان آباد کی رہنے والی تھیں۔ ان کا فارسی کلام نمونے کے طور پر ملاحظہ ہو:

گر میسر شود آن روی چو خورشید مرا
پادشاهی چه که دعوای خدایی بکنم (۲)

تصویر ہندی مرشد آبادی: تیرہویں صدی کے اواخر اور چودھویں صدی کے اوایل میں بلقیس خانم کے نام سے فارسی اور اُردو زبان میں شعر کہتی تھیں ۔ مرشد آباد کی رہنے والی تھیں ۔ ان کے شوہر میر عشقی بھی فارسی کے شاعر تھے ۔ تذکرۃ الخواتین کے مولف نے امیر جوش عظیم آبادی کے حوالے سے جو خود بھی اس واقعے کا شاہد ہے، لکھا ہے کہ ایک دن تصویر اپنے شیر خوار بچے کو کندھے پر اٹھائے گھر کے صحن میں کھڑی تھیں کہ شوہر نے یہ مصرعہ کہا:

دیدم بدوش آن مہ طفلی پری نژادی

تصویر نے فوراً فی البدیہہ دوسرا مصرعہ کہا:

چون مصرعہ ای کہ باشد پیوند مستزادی

درج ذیل شعر بھی انہی کا ہے:

فتنہ زایی منت شناختہ ام   بد بلایی منت شناختہ ام(۳)

جاناں بیگم: اس شاعرہ کا شمار اہل علم وفضل میں ہوتا تھا ۔ زہد وتقویٰ کی حامل اور مفسرہ تھیں ۔ آپ کے والد عبدالرحیم خان (۹۶۴۔۱۰۳۶) خانخاناں کے لقب سے معروف تھے اور جہانگیر کی افواج کے سالار تھے وہ خود ادیب اور شاعر تھے ۔ اور اہل دانش کی سرپرستی کیا کرتے تھے خاص طور پر ایرانی شعراء کو ان کی خاص حمایت حاصل رہی ۔ جاناں بیگم دہلی میں پیدا ہوئیں اور وہیں پلی بڑھیں ۔ علم وکمال کے اس درجے تک پہنچیں کہ نزھۃ الخواطر کے مصنف کے بقول، اس دور کا کوئی فرد اس پائے کو نہ پہنچ سکا ۔ جاناں بیگم نے قرآن کی تفسیر بھی لکھی ہے ۔ مندرجہ ذیل شعر نمونہ کے طور پر ملاحظہ ہو:

عاشق ز خلق عشق تو پنهان چسان کند

پیدا ست از دو چشم ترش خون گریستن(۴)

جہان آرا بیگم: یہ ایک صوفی منش شاعرہ تھیں ۔ فارسی زبان میں ہی شعر کہتی تھیں ۔ ہندوستان کے بادشاہ شاہجہان کی سب سے بڑی صاحبزادی تھیں ۔ آپ کی والدہ ارجمند بانو بیگم، ممتاز محل

کے لقب سے مشہور تھیں۔ خوبرو اور خوش مزاج خاتون تھیں۔ اس عظیم شاعرہ کے سنگ مزار پر ان کا اپنا ہی کہا ہوا شعر کندہ ہے:

بغیر سبزہ نپوشد کسی مزار مرا
کہ قبر پوش غریبان همین گیاہ بس است(۵)

درج ذیل اشعار ان کے اس مرثیے سے منتخب کئے گئے ہیں جو انہوں نے اپنے صاحبزادے کی وفات پر کہے:

ای آفتاب من کہ شدی غایب از نظر
آیا شب فراق ترا هم بود سحر
ای پادشاہ عالم و ای قبلہ جهان
بگشای چشم رحمت و بر حالِ من نگر
نالم چنین ز غصہ و بادم بود بہ دست
سوزم چو شمع در غم و دو دم رود بہ سر (٦)

جہانی دہلوی: آپ بھی برصغیر کی معروف شاعرہ تھیں۔ فارسی زبان میں ہی شعر کہے۔ دہلی کی ایک سرکردہ شخصیت کی شریک حیات تھیں۔ شوہر کی وفات کے بعد مفلوک الحال زندگی بسر کی۔ نمونہ کلام ملاحظہ کیجئے:

گل باغ و رُخ آن غنچہ دهن هر دو یکی است
قدر عنای وی و سرو چمن هر دو یکی است(۷)

چمنی خانم: گیارہویں صدی کے اواخر اور بارہویں صدی کے اوائل میں فارسی شاعری میں نام پیدا کیا۔ درج ذیل شعر نمونہ کلام کے طور پر پیش ہے:

ز نیکان نیکی و از ظالمان ظلم چو عکس از آئینہ هر حال پیدا ست(۸)

امانی: زیب النسا کی کنیز' امانی تخلص کرتی تھیں اور فارسی زبان کے خوبصورت اشعار یادگار چھوڑے۔

زیب النساء خود شعر کہتیں اور مخفی تخلص کرتی تھیں۔ لہذا امانی بھی شعری ذوق سے بے بہرہ نہ رہیں۔ کہتے ہیں ایک دن زیب النساء کے ہمراہ باغ میں چہل قدمی کررہی تھیں زیب النساء نے سوال کیا:

ای امانی گل صد برگ چرا می خندد؟

امانی نے فی البدیہہ جواب دیا:

بر بقای خود و بر غفلتِ ما می خندد

درج ذیل شعر ملاحظہ ہو:

آنقدر روز ازل تیرہ نصیبم کردند تیرگی می طلبد شام غریبان از من (۹)

حیات النساء بیگم: گیارہویں صدی میں برصغیر میں فارسی زبان کی یہ شاعرہ' بادشاہ جہانگیر کی ازواج میں سے تھیں۔ لطفِ طبع اور ذوق شعری سے سرشار تھیں حیات تخلص کرتی تھیں۔ جلال الدین اکبر کے صاحبزادے جہانگیر کی دونوں بیویاں شعری ذوق رکھتی تھیں۔ ایک حیات اور دوسری نور جہاں تخلص کرتی تھیں درج ذیل شعری مکالمہ انہی کے درمیان ہوا:

نور جہاں: تو پادشاہ جہانی ترا جہان باید

حیات النساء: اگر حیات نباشد جہان چکار آید (۱۰)

کہتے ہیں جہانگیر ایک دن ایک شہزادے کے ساتھ شطرنج کی بازی میں مصروف تھا۔ طے پایا کہ ہارنے والا اپنی ازواج میں سے ایک' جیتنے والے کے سپرد کرے گا۔ جہانگیر ہارنے کے قریب تھا۔ بیویاں بازی دیکھنے میں مصروف تھیں۔ جہانگیر نے بیویوں سے مشورہ کیا۔ نور جہاں جو جہان تخلص کرتی تھی بولی:

تو پادشاہ جہانی جہان ز دست مدہ

کہ پادشاہ جہان را جہان بکار آید

دوسری زوجہ جو حیات النساء بیگم تھی اور حیات تخلص کرتی تھی جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے جواب دہ ہوئیں:

جہان خوشست و لیکن 'حیات' می باید

اگر حیات نباشد' جہان چکار آید

جہانگیر کی ایک اور شریک حیات فناء النساء بیگم جن کا آگے ذکر آئے گا' فناء تخلص کرتی تھیں اور وہ بھی مصروف تماشا تھیں' بولیں:

جھان و حیات این ھمه بی وفا ست

"فنا" رانگھدار ' آخر فناست

دلآرام: یہ بھی جہانگیر کی شریک حیات تھیں اور اسی شطرنج کی بازی کے بارے میں سوچ میں ڈوبی تھیں' مندرجہ ذیل شعر کہہ کر گویا جہانگیر کو شطرنج کی یہ بازی جیتنے کا آخری گُر بھی بتا دیا اور ایک خوبصورت شعر بھی تخلیق کیا:

شاھا دو رُخ بدہ و دلارام رامدہ پیل و پیادہ پیش کن و اسب گشت مات

ایک اور مقام پر کہتی ہیں:

به آه و ناله کردم صید خود و حشی نگاها نرا

به زور عجز کردم رامِ خود این کج کلاها نرا

اور یہ اشعار بھی انہی کے ہیں:

محو از دل خود ساز همه نقش عدم را منزلگهِ اغیار مکن فرش حرم را

سرمایه عقبی به کف آور که مبادا تقدیر کشد برسرِ تو تیغ دو دم را(۱۱)

رابعہ قزداری: تیسری اور چوتھی صدی ہجری کی شاعرہ ہیں۔ اہل فضل وکمال اور صوفی منش شاعرہ تھیں۔ آپ زین العرب کے لقب سے ملقب تھیں۔ برصغیر کی یہ فارسی گو شاعرہ کعب' امیر بلخ کی صاحبزادی تھیں۔ قزدار کی رہنے والی تھیں۔ (خضدار' قصدار) یا قزدار سیستان اور مکران کے درمیان واقع ایک قدیم شہر ہے۔ ایران کے پہلے صاحب دیوان شاعر رودکی کی ہم عصر تھیں۔ تذکروں میں ان کا ذکر پہلی فارسی گو شاعرہ کی حیثیت سے موجود ہے۔ اور ان کے بلند مرتبے اور فارسی کلام میں ان کی مہارت کو سراہا گیا ہے۔ محمد عوفی (۶۱۸ ق) لباب الالباب' مین ان کی عظمت کا ذکر کیا ہے۔ عطار نیشاپوری نے پہلی بار ان کے حالات زندگی کو ۴۲۸ اشعار میں "الٰہی نامہ"

میں درج کیا۔ بعد کے تذکروں میں بھی تھوڑی بہت تبدیلی کے ساتھ ان کی زندگی اور شاعری کے بارے میں منظوم یا منثور تفصیل ملتی ہے ۔ بکتاش نامی غلام کے ساتھ رابعہ کی داستانِ عشق کا ذکر مولانا جامی نے نفحات الانس میں بھی کیا ہے اور ابوسعید ابی الخیر کے حوالے سے ثابت کیا ہے کہ یہ عشق، عشق مجازی نہیں تھا بلکہ اسے عشق حقیقی کے لئے وسیلہ قرار دیا ہے ۔ رابعہ کو عربی اور فارسی دونوں زبانوں پر مکمل عبور حاصل تھا اور وہ دونوں زبانوں میں شعر کہتی تھیں ۔ رابعہ کے اشعار کا نمونہ پیش ہے:

زبس گل که در باغ ماوی گرفت　　　چمن رنگ ارژنگ مانی گرفت
صبا نافه مشک تبت نداشت　　　جهان بوی مشک از چه معنی گرفت
اگر چشم مجنون به ابر اندر است　　　که گل رنگ رخسار لیلیٰ گرفت
به می ماند اندر عقیق قدح　　　سر شکی که در لاله ماویٰ گرفت
قدح گیر چندی و دنیا مگیر　　　که بد بخت شد آنکه دنیا گرفت
سر نرگس تازه از زرّ و سیم　　　نشان سر تاج کسریٰ گرفت
چو رهبان شد اندر لباس کبود　　　بنفشه مگر دین ترسا گرفت(۱۲)

رضیہ سلطانہ: آپ شیرین تخلص کرتی تھیں ۔ برصغیر کی فارسی شاعرہ (۶۰۷-۶۳۴) ہندوستان کے سلسلہ غلامان کے سلطان شمس الدین التمش کی صاحبزادی تھیں ۔ اُس دور کے مروجہ علوم سے کافی حد تک آشنا تھیں ۔ اس کے علاوہ علوم قرآنی سے وافر آگہی رکھتی تھیں ۔ سلطان التمش نے ان کی لیاقت وفراست کو بھانپ کر بہت سے امور مملکت ان کے سپرد کئے اور رضیہ کو اپنی ولی عہدی کے لئے بھی منتخب کیا۔ اعلیٰ شعری ذوق کی حامل اس شہزادی کا نمونہ شعر ملاحظہ ہو:

نادیده رخش چو مردم چشم　　　کردیم درون دیده جایش

ایک اور شعر ہے:

من نام ترا شنیده می دارم دوست　　　نادیده ترا چو دیده می دارم دوست (۱۳)

زبدۃ النساء : بارہویں صدی کی یہ شاعرہ اورنگ زیب عالمگیر کی صاحبزادی تھیں۔ یعنی زینت النساء اور زیب النساء کی بہن تھیں۔ مشیر اکبر سلیمی نے ''زبانِ سخنور'' میں ان کا نام زبیدہ لکھا ہے۔ نمونہ کے لئے شعر ملاحظہ ہوں:

بادہ نوشی گر شد خون عاشقان نوشی
بعد ازین کمی با او می توان زدن جوشی
هر کجا به من بر خورد ' من ز عمر بر خوردم
رشک ماه نو طفلی پای تا سر آغوشی
هر کجایی اخلاقی ' لا ابالی ' آیینی
پند ناصحان مشنو ' حرف کس مکن گوشی
مثل او ندارد یاد هیچکس ز مهر و یان
دیرو زود خاطرها ' زود کن فراموشی (۱۴)

زہرہ : برصغیر کی ہنر مند، خوش نویس فارسی شاعرہ تھیں۔ تذکرۃ الخواتین کے مطابق زہرہ باذوق، خوبرو، اور خوش اخلاق خاتون تھیں۔ موسیقی اور مُطربی میں بھی اپنا ثانی نہیں رکھتی تھیں۔ فارسی اور اُردو دونوں زبانوں میں خوب شعر کہتی تھیں۔ علم عروض و قافیہ سے بخوبی آگاہ یہ دانشور خاتون، ہندوستان میں لکھنؤ کی رہنے والی تھیں۔ خط نستعلیق میں ماہر تھیں یہ شعر انہی کا ہے:

رفته رفته تا به حالم مهربان گردد طبیب
این جراحت ها که من دارم کهن خواهد شدن (۱۵)

زلیخا دہلوی : توغ تمش کی زوجہ' فارسی زبان کی شاعرہ تھیں۔ عمر کا آخری حصہ دہلی میں گذارا۔ وہیں وفات پائی۔ اس سخنور خاتون نے ''ویس ورامین'' کے نام سے تالیف یادگار چھوڑی ہے۔ درج ذیل شعر' تذکرہ اختر تاباں میں ان کے احوال میں درج ہے:

چون نباشی تو شریر و او باش هر دو چشم تو جوان شیر قز لباش

زیب النساء: زیب تخلص کرتی تھیں۔ زیورِ علم وفضل سے آراستہ یہ شاعرہ فارسی زبان میں شعر کہتی تھیں۔ آپ اورنگزیب عالمگیر کی بڑی صاحبزادی تھیں۔ ان کی والدہ دلرس بانو' شاہنواز خان صفوی کی بیٹی تھی۔ باپ نے صغرسنی میں ان کی تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ دی۔ فارسی، عربی اور اُردو زبان سے خوب آ گہی رکھتی تھیں۔ خطِ نستعلیق' خطِ شکستہ و نسخ میں ماہر تھیں۔ باپ اگر چہ خود ادیب و دانشور تھا' لیکن زیب النساء ادب دوست اور شاعر پرور تھیں۔ شاعروں کو اپنی حمایت وتشویق سے نوازتی رہتی تھیں۔ اسی بنا پر بہت سی کتب ورسایل اور دیوان ان کے نام سے لکھے گئے۔

کہتے ہیں اورنگ زیب ملکی اور انتظامی امور میں اپنی اس بیٹی سے مشاورت کیا کرتا تھا۔ انہوں نے شادی نہیں کی تھی۔ پینسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ 'زیب المنشأت' اور 'زیب التفاسیر' ان کی معروف کتابیں ہیں۔ بہت سے تذکروں میں ان کا تخلص 'مخفی' لکھا گیا ہے۔ نمونہ کلام ملاحظہ ہو:

گرچہ من لیلیٰ اساسم دل چو مجنون در نواست
سر بہ صحرا می زنم لیکن حیا زنجیر پاست
بلبل از شاگردیم شد همنشین گل بہ باغ
در محیط کاملم پروانہ هم شاگرد ماست
دختر شاهم ولیکن سر بفقر آوردہ ام
زیب و زینت بس همینم نام من زیب النساست

سلیمہ بیگم: آپ ظہیر الدین بابر کی نواسی اور گلرخ بیگم کی صاحبزادی تھیں۔ اکبر بادشاہ کے حکم پر انہوں نے بیرام خان سے شادی کی جو ہمایوں اور اکبر کے زمانے میں ایک مقتدر وزیر تھا۔ بیرام خان کی وفات کے بعد اکبر نے انہیں اپنے عقد میں لے لیا۔ سلیمہ بیگم ایک عفیفہ اور صاحب ایمان خاتون تھیں۔ آپ نے چار مرتبہ حج کی سعادت حاصل کی۔ شعر گوئی ان کے مزاج میں تھی۔ فخری ہروی کی ممدوح تھیں۔ شعر ملاحظہ کیجئے:

کاکلت را گر ز مستی رشتہ جان گفتہ ام
مست بودم زین سبب حرف پریشان گفتہ ام(۱۷)

شاہجہان بیگم : اہل علم وفضل، حکمران شاعرہ، حاکم بھوپال جہانگیر محمد خان صاحب بہادر کی صاحبزادی تھیں۔ جہانگیر محمد خان صاحب بہادر کی وفات کے بعد ان کی یہ صاحبزادی، نو سال کی عمر میں برٹش انڈیا گورنمنٹ کی طرف سے باپ کی جگہ بھوپال کی حاکم بنیں۔ لیکن ان کے کمسن ہونے کی بنا پر امور مملکت ان کی والدہ چلاتی رہیں۔ شاہجہان بیگم کی تربیت ان کی والدہ نے کی۔ فارسی لکھنا، پڑھنا اور فارسی اور اُردو شعر و انشاء کے علاوہ آداب وقواعد ملک داری بھی ماں سے ہی سیکھے۔ ذہانت، حافظے اور سخاوت میں اپنا ثانی نہیں رکھتی تھیں۔

فارسی زبان وادب جو کئی صدیوں تک برصغیر میں اسلامی شعر وادب اور علم وعرفان کی زبان اور فضل وکمال کی علامت ہونے کے علاوہ ہندوستان کی درباری وسرکاری زبان تھی، تیرھویں صدی کے آخری نصف بالخصوص انگریزوں کے تسلّط کے بعد بتدریج اُردو اور انگریزی ادب کے لئے پس منظر ہموار ہوتا گیا۔ ایسے حالات میں شاہجہان بیگم نے نئے سرے سے شاعروں اور ادیبوں کی حمایت اور حوصلہ افزائی کرتے ہوئے انہیں دربار کی جانب رُخ کرنے پر مائل کیا۔ اور فارسی زبان وادب کی توسیع وترویج میں مصروف عمل رہیں۔ ان کے شعری دیوان کے علاوہ اور بہت سی گرانقدر تالیفات ہیں جن میں تاج الاقبال هند، تہذیب نسواں، فرهنگ هفت زبانه، خزانة اللغات بھوپال وغیرہ مشہور ہیں۔ آپ اُردو اور فارسی دونوں زبانوں میں شعر کہتی تھیں۔ نمونہ کلام ملاحظہ ہو:

چون بال و پر افشاند و چون دام ببرّد　　صیدی که ز صیّاد بریدن نتواند
شکل مرض است این که بفریاد رسیده است　　آنکس که بفریاد رسیدن نتواند

اور ایک اور جگہ کہتی ہیں:

بیدل مباش شاهجان این محبت است　　صد بار زنده گردم و مرگ آرزو کنم

شیرین بیگم : بعض جگہ ان کا نام شیرین بیگم تحریر ہے۔ تذکرۃ النساء (اردو) کے مولف کے بقول وہ اُردو زبان کی شاعرہ تھیں جو فارسی میں بھی شعر کہتی تھیں۔

درج ذیل شعر ان کے نمونہ کلام کے طور پر ملاحظہ ہو:

رہ نخوت نمی پویم ھمی صد بار می گویم
خراب و زشت و بد کردار من آنم که من دانم
اگر خلقم کند تحسین نگردم شاد ای شیرین
به خلوت خالی از اغیار من آنم که من دانم(۱۸)

فاطمہ سام: ایک عارفہ اور زاھدہ تھیں۔ دھلی کی رہنے والی اور شیخ فرید الدین گنج شکر اور ان کے بھائی شیخ نجیب الدین متوکل اور شیخ نظام الدین محمد بدایونی کی ہم عصر تھیں۔ شیخ فرید الدین نے ان کے بارے میں کہا ہے کہ ''فاطمہ سام مرد ہے۔ جسے عورت کی صورت میں بھیجا گیا ہے،،۔ بدایونی نے بھی اچھے الفاظ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور کہتے ہیں شائستگی اور تقویٰ میں انتہائے کمال پر تھیں۔ رواں اور پر جوش اشعار کہتیں۔ نمونہ کلام:

هم عشق طلب کنی و هم جان خواهی   هر دو طلبی ولی میسر نشود

کہتے ہیں فاطمہ، ہر خاص و عام کے لئے 'قبلہ حاجات' تھیں اور شیخ فرید الدین گنج شکر اور شیخ نجیب الدین کی منہ بولی بہن تھیں۔ آپ نے دہلی میں وفات پائی۔ (۱۹)

فناء النسا بیگم: فنا تخلص کرتی تھیں۔ آپ ہندوستان کے بادشاہ جہانگیر کی ازواج میں سے تھیں نمونہ کلام ملاحظہ ہو:

هنگام سحر دلبر من جلوه گر آمد   صد فتنه خوابیده محشر به سر آمد
من از فراق تو الماس غم به دل خوردم
تو دل شکستی و سود ای وصل ما خوردی(۲۰)

قریشی خانم تبریزی: آپ نے ایران سے ہندوستان کی جانب ہجرت کی۔ تقی الدین اوحدی مولف ''عرفات العاشقین'' کی ہم عصر تھیں۔ درج ذیل رباعی بطور نمونہء کلام حاضر ہے:

از باده وحدت است بیهوشیء من
وز طلعت ساقی است مدهوشی من

منصور کہ سرّ حق عیان کرد آن دید

اسرار نہفتہ است از خاموشیء من(۲۱)

قندھاری بیگم: جہانگیر کی ایک اور زوجہ، گیارہویں صدی ہجری کی فارسی زبان کی شاعرہ حسن و جمال میں بے مثال اور بدیہہ گوئی میں ماہر۔ جہانگیر خود بھی شعری ذوق کا حامل تھا۔ اور اس کی شریک حیات نور جہاں کے ساتھ قندھاری بیگم شعری مکالمے کیا کرتی تھیں۔ان کے اشعار ہیں۔

چھر او یک خلد حور و روی او یک عرش نور

خط او یک گلہ مور و زلف او یک سلہ مار

درد و لعل می فروشش ھرچه در صهبا سرو د

درد و چشم بادہ نوشش ھرچه در مستی خمار

ارغوان عار ضش را حسن و طلعت رنگ و بوی

پرنیان پیکرش را لطف و خوبی پود و تار

اور ایک اور جگہ کہتی ہیں:

ساغر کشان سحر سر مینا چو وا کنند

آیا بود کہ گوشہء چشمی بہ ما کنند(۲۲)

کاملہ بیگم: جلال الدین اکبر کی ہم عصر یہ شاعرہ دسویں صدی کے اواخر اور گیارہویں صدی کے اوائل میں دہلی میں رہتی تھیں۔ دربار اکبری کے ملک الشعرا شیخ فیضی کے مرثیے کے طور پر درج ذیل رباعی کہی:

فیضی مخور غم کہ دلت تنگی کرد

یا پای امید عمر تو لنگی کرد

می خواست که مرغ عمر بیند رُخِ دوست

زین واسطہ از قفس شب آهنگی کرد

اور یہ رباعی فیضی کی اس رباعی کے جواب میں کہی تھی جو فیضی نے وفات سے کچھ ہی عرصہ قبل

بیماری کی حالت میں کہی۔ ملاحظہ فرمائیے:

دیدی کہ فلک چہ زھرہ نیرنگی کرد　　مرغ دلم از قفس شب آھنگی کرد

آن سینہ کہ عالمی در وی نمی گنجد　　تا نیم دمی بر آوردم 'تنگی کرد(۲۳)

گلبدن بیگم : زہد وفضل سے سرشار متقی و پارسا فارسی شاعرہ تھیں۔ظہیر الدین بابر کی صاحبزادی اور ہمایوں اور گلرخ کی بہن تھیں۔ترکی اور فارسی رسم الخط اور ادب کے علاوہ دوسرے فنون سیکھے۔آپ ہمایوں کے وزیر اعظم خضر خواجہ چغتائی سے رشتہ ازدواج میں بندھ گئیں۔ چار بار فریضہ حج کی ادائیگی سے سرفراز ہوئیں۔ اکبر بادشاہ کی سلطنت کے اوائل میں' اُسی کے حکم پر سلیس اور رواں انشاء میں ہمایوں نامہ تحریر کیا۔کبھی کبھار شعر کہا کرتی تھیں نمونے کا شعر:

ھر پریروی کہ او با عاشق خود یار نیست

تو یقین می دان کہ ھیچ از شعر برخوردار نیست(۲۴)

گلرخ بیگم یا گل چہرہ بیگم: آپ ظہیر الدین بابر کی صاحبزادی اور مرزا نور الدین محمد نقشبندی کی زوجہ تھیں۔ اپنے زمانے کی مشہور ومعروف شاعرات میں سے تھیں۔ درج ذیل شعر گلرخ بیگم نے اپنی بہن کے استقبال میں کہا:

ھیچگہ آن شوخ گلرخسار بی اغیار نیست

راست بودہ است آنکہ در عالم گلی بی خار نیست(۲۵)

گلشن : آپ، نگارستان سخن کے مولف کے بقول محمد شاہ کی ہم عصر تھیں۔لیکن بعض تذکرہ نویسوں نے انہیں شاہجہان کی ہم عصر لکھا ہے شعری نمونہ ملاحظہ کیجئے:

خیال قدر عنای تو ای غیرت گل

سرد آھی است کہ از سینہ گلشن بر خاست

گلشن ز جلوہ تو پری خانہ گشتہ است

بوی گل از ھوای تو دیوانہ گشتہ است(۲۶)

گنا بیگم: آپ علی قلی خان والہ داغستانی کی صاحبزادی، اور اعتماد الملک (عماد الملک) غازی الدین خان بہادر کی شریک حیات تھیں۔ گنا بیگم فارسی اور اُردو زبانوں میں شعر کہتی تھیں۔ قمر الدین میر سوز اور مرزا رفیع الدین سودا ان کے اشعار کی تصحیح کرتے۔ ان کا کلام ملاحظہ ہو:

جگر پر سوز دل پر خون گریبان چاک و جان بر لب

قضا را شرم می آید ز سامانی که من دارم (۲۷)

لالہ ہندوستانی: آپ بھی فارسی زبان میں شعر کہتیں۔ درج ذیل رباعی ان کی ہے:

داریم هوای وصل آن یار که نیست   خواهیم و فایی زان ستمکار که نیست

در فرقت یار صبر جستیم و قرار   آواز بر آمد از دل زار که نیست(۲۸)

لطیف: لطیف النساء فارسی اور اُردو دونوں زبانوں میں شعر کہتیں۔ نمونہ کلام ملاحظہ ہو:

یاد زلفت سر به سر داریم ما   شغل این شام و سحر داریم ما

گاه سر بر سنگ و گاه بر سنگ سر   کی جز این شغل دگر داریم ما

گاه در کعبه گهی در بتکده   جستجویت در بدر داریم ما

بیم و غم دیگر ندارم ای لطیف   لیک از محشر خطر داریم ما(۲۸)

مخلص دہلوی: آپ کا فارسی شعری مجموعہ مرثیہ اور مدح سرائی پر مشتمل ہے۔ 'شگوفہ غم' یا دیوان مخلص کے نام سے پہلی جلد نجف میں اور دوسری جلد ہندوستان میں طبع ہوئی۔ نمونہ شعری ملاحظہ ہو:

گفتی که در لحد به مزارت قدم نهم   من زین امید آرزوی خاک می کشم

آیی تو چون به تربتم ای شاه هر دو کون   بهتر شود مزار من از جنت ارم

من این نگویم اینکه غلامم به در گهت   جا روب کش به باب غلامان قنبرم

ادنیٰ کمینه خادمی هستم ز شیعیان   از مهرت آفریده خداوند اکبرم(۲۹)

مشتری: قمر جان نام اور منجھو کے لقب سے ملقب تھیں۔ لکھنو کی رہنے والی تھیں۔ اور اپنے زمانے کے معروف دانشمند شمس صاحب کی شاگرد تھیں۔ فارسی اور اُردو دونوں زبانوں میں فی

البدیہہ شعر کہتیں ۔بعض شاہزادوں اور اُمرائے ھند کی مدح سرائی کرتیں اور صلہ پاتیں ۔نمونہ کلام:

بر در یار جبهه سایی ها   به ازین نیست پارسایی ها
رتبه من فزون ز شاهانست   می کنم بر درش گدایی ها
از که آموختی نگار عزیز   جان من طرز دلربائی ها
چه قدر ساده است آئینه   می کند با تو دلربائی ها
از تو آموخت مشتری شاید   عندلیبان غزل سرایی ها(۳۰)

مہ لقا : آپ حُسنِ ظاہری' ستارنوازی اورگلوکاری میں بے نظیر تھیں ۔شاعروں اور درویشوں سے خاص یاد اللہ تھی ۔اکثر مردانہ لباس پہنتیں اور اسلحہ ہمراہ رکھتیں۔کمر میں تلوار باندھے،گھوڑے پر سوار باہر نکلتیں ۔ایک شاعر نے کنایۂ قطعہ تاریخ وفات لکھا ہے۔

چو محرابش سجود خاص و عام است
فلک گفتا که این بیت الحرام است

نمونہ کلام ملاحظہ ہو:

بروز حشر الهی چو نامه عملم   کنند باز که آنروز باز خواهِ منست
بکن مقابله آنرا به سرنوشت ازل   کمی و بیشی اگر باشد از گناهِ منست

اور کہتی ہیں:

گدایی می کند بار تبسم لعل جانان را
که آن لب از شراکت برندارد سرخی آن را(۳۱)

مہر النساء : ملکہ ھندوستان تھیں ۔نورمحل آپ کا لقب تھا۔برصغیر کی مدبّرہنرمند اور با استعداد شاعرہ تھیں۔ باذوق اورلطیف طبع سے سرشار تھیں ۔سولہ سال کی عمر میں گھڑ سواری اور تیر اندازی میں مہارت حاصل کی۔شیر افگن کے قتل کے بعدمہر النساء جہانگیر کی زوجیت میں آ ئیں ۔بہت باسلیقہ ہنر مند اور با استعداد خاتون تھی ۔پہلے نورمحل اور پھر نور جہاں کا لقب حاصل کیا۔شاہی سکے کی ایک

جانب نور جہاں اور جہانگیر کی تصویر اور دوسری جانب یہ شعر کندہ کیا جاتا تھا:

به حکم شاه جهانگیر یافت صد زیور   بنـام نـور جهـان پـادشـاه بیگـم زر

کوئی بھی شاہی حکم، نور جہاں کے مشورے کے بغیر صادر نہیں ہوتا تھا۔ نور جہان نہ صرف امور شاہی میں بے نظیر تھی بلکہ شعر گوئی میں بھی ایک خاص قرینے اور ذوق کی مالک تھی۔ شاہی مہر پر کندہ شعر نور جہاں کا ہے۔

ایک مرتبہ شاہ کو بہت دنوں بعد دیکھا اور یوں خوش ہوئیں کہ ان کی جذ اب آنکھوں سے اشک جاری ہو گئے۔ جہانگیر نے یہ حالت دیکھی تو بے قرار ہو کر فی البدیہہ کہہ اٹھا۔

گـوهـر ز اشک چشـم تـو غـلتیـده مـی رود

نور جہاں بلا توقف بول اٹھیں۔

آبـی که بی تو خورده ام از دیده می رود (۳۱)

یہ قطعہ بھی انہی کا ہے:

و ای بــر شــاعــران نــا دیــده   غــلــطــی را بــه خـود پسـنـدیده

ســرو را قــدیــا رمــی گــویــنــد   مــاه را روی او نســنــجــیــده

مـاه جـر مـی اسـت نـا تـمـام عیـار   سـرو چـوبـی است نا تراشیده(۳۳)

وزیر: وزیر النسا نام، وزیر تخلص کرتی تھیں۔ عمر کے آخری حصے میں لاہور چلی گئیں۔ اور تا دم آخر وہیں کی ہو رہیں۔ شعر گوئی کے حوالے سے موزوں طبع پائی تھی۔ اور اساتذہ میں بھی ممتاز مقام کی حامل تھیں۔ فارسی میں لطیف اشعار کی خالق ہیں۔ شعر ملاحظہ ہو:

دلـم از کـوچـه آن زلف دو تـا بـاز آمـد

رفـتـه بـود آنـچـه ز مـا بـاز بـه مـا بـاز آمد(۳۴)

نہانی اکبر آبادی: دسویں صدی ہجری کے اواخر میں برصغیر کی فارسی زبان کی شاعرہ تھیں اور جلال الدین اکبر کی ہم عصر تھیں۔

درج ذیل شعر نمونے کے طور پر ملاحظہ ہو:

روز غم ،شب درد بی آرام پیدا کردہ ام

درد مندی ھا درین ایام پیدا کردہ ام(۳۵)

ھما: ھندوستان کی نویں صدی ہجری سے پہلے کی شاعرہ ہیں۔ درج ذیل شعر ان کا ہے:

ز خونم چھرہ قاتل چو افشان وقت انجم شد

رخش یک سادہ قرآن بود و از خونم بز خمم شد

یاسمین بُو: آپ ایک خوشنویس فارسی شاعرہ تھیں۔ خط شکستہ اور نستعلیق میں ماہر تھیں۔ درج ذیل اشعار آپ ہی کی نوک قلم کی تراوش ہیں:

بنوشیدم سحر گہ چون شراب بے ریایی را

گرو کردم بہ جام می لباس پارسایی را

گرفتم دامن صحرا شدم ہم پیشہ مجنون

سبق آموز گشتم درس عشق بی نوایی را (۳۶)

☆☆☆☆☆

منابع و مآخذ

(۱) زنان سخنور، علی اکبر مشیر سلیمی، ج ۱، ص۴۴، ۱۳۳۶ ایران اور مرآت الخیال، شیر علی خان لودھی، ص ۳۳۶، ممبئی ۱۳۱۴ق، (۲) ایضاً ص ۵۶

(۳) تذکرۃ الخواتین، محمد بن محمد رفیع، ص ۷۷، ممبئی۔ مطبعہ مرزا محمد شیرازی ۱۳۰۶ھ ق

(۴) نزھۃ الخواطر، ص ۱۲۲، ۱۲۳، علامہ الشریف عبدالحیٰ۔ مطبعہ مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ ۱۹۶۲۔ حیدرآباد دکن، (۵) ایضاً

(۶) تاریخ شعرا و سخنوران فارسی در لاہور، ص ۱۲۳۔ یمین خان لاہوری، نیشنل پبلشنگ ہاؤس ۱۹۷۱۔ کراچی

(۷) تذکرۃ الخواتین، ص ۸۴۔۸۵

(۸) پارسی گویان ھند و سند، ص ۱۶۸، ھرومل سدارنگانی، بنیاد فرھنگ ایران۔ ۱۳۵۵

(۹) حدیقۃ العشرت، ص۸، کنور درگا پرشاد سندیلوی، لکھنو ۱۸۹۸۔ ھندوستان

(۱۰) تذکرۃ الخواتین، ص۹۴

(۱۱) تاریخ تذکرہ ھای فارسی، ج۲، ص۸۲۹، احمد گلچین معانی، کتابخانہ سنائی ۱۳۶۳ تہران

(۱۲) شعر فارسی در بلوچستان، ص۸، دکتر انعام الحق کوثر، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان۔ ۱۳۵۳۔ اسلام آباد

(۱۳) تذکرۃ الخواتین۔ ص۱۳۳

(۱۴) کاروان ھند، ص۱۴۳۵، ج۲، احمد گلچین معانی، آستان قدس رضوی، مشھد ۱۳۶۹ ھ ش

(۱۵) تذکرۃ الخواتین، ص۱۴۱، (۱۶) تاریخ تذکرہ ھای فارسی، ص۲۳، ج۱

(۱۷) تذکرہ صبح گلشن، ص۳۹۴، سیّد حسن علی خان، بھوپال ۱۳۹۵ ھ ق

(۱۸) زبان سخنور۔ ج۱، ص۲۸۱۔۲۸۵

(۱۹) ذکر جمیع اولیای دھلی۔ ص۱۴۵، حبیب اللہ، بہ تصحیح و تعلیقات دکتر شریف حسین قاسمی دانشگاہ دھلی ۱۹۸۷

(۲۰) زبان سخنور۔ ج۲، ص۱۳، (۲۱) کاروان ھند، ج۲، ص۱۱۳۵

(۲۲) حدیقۃ العشرت۔ ص۴۰، (۲۳) تذکرۃ الخواتین۔ ص۱۵۸، زبان سخنور ج۲ ص۱۰۵

(۲۴) مخزن الغرائب ج۔۳، ص۵۰۷۔ شیخ احمد علی خان ھاشمی سندیلوی، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۱۳۷۱ ھ ش، (۲۵) ایضاً

(۲۶) زبان سخنور ج۲، ص۱۱ (۲۷) ایضاً ص۱۰۹

(۲۸) مشاھیر زنان ایرانی و پارسی گوی از آغاز تا مشروطہ ص۲۰۳، محمد حسین رجبی، سروش تہران۔ ۱۳۷۴

(۲۹) ایضاً ص۲۱۴

(۳۰) زبان سخنور ج۲، ص۱۹۳ (۳۱) ایضاً ص۱۵۲

(۳۲) کاروان ھند ص۱۴۴۱ (۳۳) زبان سخنور ج۲، ص۳۷۴۔۳۷۵

(۳۴) ایضاً ص۳۸۳، صبح گلشن، ص۵۹۰، (۳۵) صبح گلشن، ص۵۶۹

(۳۶) تذکرۃ الخواتین ص۷۷